سوات اور مالاکنڈ کے بزرگانِ دین

مملکت خداداد وطنِ عزیز کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ پاکستان خصوصاً صوبہ سرحد میں فرقہ واریت کا وجود نہیں تھا۔ علمائے حق اور صوفیائے کرام کی ایک جمِ غفیر ہر دور میں اسلام کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مستعد رہے اور جب بھی اسلام اور اہلسنت کے خلاف کسی فتنہ نے سر اٹھایا تو انہوں نے صف آرا ہو کر تمام فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور اپنی دور اندیشی اعلیٰ علمی صلاحیتوں سے عوام کے عقائد کا تحفظ فرمایا اور ہر طرح کے گمراہ فرقوں سے عوامِ اہلسنت کو محفوظ رکھا۔ لیکن علماء حق اور صوفیائے کرام کے اس دار فانی سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے ناخلف جانشین عیش پرستی اور دنیاداری میں منہمک ہوگئے اور اپنے اسلاف کا مشن جاری نہ رکھ سکے جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ فرقہ واریت کو پنپنے کا موقع میسر آیا۔

میں اس مختصر رسالہ میں صوفیائے کرام اور علمائے کرام کی عظیم قربانیوں اور کاوشوں کا نہایت اختصار کے ساتھ تذکرہ کرنا چاہوں گا تاکہ سُنّی بھائیوں کو احقاقِ حق ہو اور ان کا بھولا ہوا ماضی یاد آئے۔

شہنشاہِ خراسان سید علی ترمذی المعروف پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ صوبہ سرحد کے علاقہ سوات و بونیر کے عظیم صوفی بزرگ ہیں جن کی تعلیمات مسلمانانِ عالم خصوصاً مالاکنڈ ڈویژن کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ان کی ساری زندگی اسلام کی ترویج و اشاعت میں گزری۔ آپ کی زندگی کے آخری دور میں ایک گمراہ شخص بایزید انصاری نامی جو کہ اپنے آپ کو ''پیر روشن'' کہلواتا تھا، وہ اپنے فاسد عقائد و نظریات کے ساتھ ساتھ یہ دعویٰ بھی کرنے لگا تھا کہ مجھ پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ اور خاص کر حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ کے شاگرد اور مریدِ خاص حضرت اخوند درویزہ بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا محاسبہ فرمایا اور لوگوں کو اس فتنہ سے محفوظ فرمایا۔ اسی طرح حضرت غوثِ زمان عبدالغفور قادری سیدو بابا رحمۃ اللہ علیہ کی اسلام کے لئے خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، خاص کر ۱۸۵۷ء میں جب ایک بڑا فتنہ صوبہ سرحد میں ''اسماعیل دہلوی'' کی صورت میں نمودار ہوا تو حضرت سیدو بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اس کے فاسد عقائد کی بناء پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور اس فتنہ کو اس وقت دفن کر دیا جس کی بدولت تقریباً ایک صدی تک کوئی بدعقیدہ وادی سوات اور اس کے اطراف میں پیدا نہ ہو سکا۔ لیکن افسوس کہ اسماعیل دہلوی کی وہ بدنام زمانہ کتب ''صراطِ مستقیم'' اور ''تقویۃ الایمان'' (جس میں ایک نئے فتنہ کی بنیاد رکھی گئی ہے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں تحریر کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی ہے) شائع ہوتی رہی۔

اسی طرح مالاکنڈ ڈویژن اور خاص کر وادیٔ سوات کے لئے اولیائے کرام کی جدوجہد کا ایک طویل سلسلہ گزرا ہے جس میں بطورِ خاص ''حضرت عثمان شہید بابا رحمۃ اللہ علیہ'' جو کہ اسلام کی سربلندی کے لئے عملی جہاد فرماتے رہے اور دورانِ جہاد مدین کے مقام پر جامِ شہادت نوش فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بحو میں مدفون ہیں۔ آپ حضرت اخوند درویزہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے ہیں اور پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔

اسی طرح حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت میاں قاسم بابا رحمۃ اللہ علیہ (پیر کلے تحصیل مٹہ سوات) نے اسی جہاد میں

جام شہادت نوش فرمایا۔اس کے علاوہ ہزاروں غازیانِ اسلام نے اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کرتے ہوئے وادیٔ سوات میں جام شہادت نوش کی۔

حضرت حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ آپ بہت بڑے عاشقِ رسول ﷺ تھے۔آپ نے مسلمانوں میں جذبہ عشقِ رسول ﷺ اجاگر فرمایا، انگریز کے خلاف عمل جہاد فرما کر انگریز کو صوبہ سرحد سے نکال باہر کیا۔آپ کا نعتیہ کلام عشقِ رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ سے لبریز ہے۔

الغرض صوبہ سرحد اولیاء کرام کی بستی ہے بڑے بڑے اولیائے کرام اور علمائے حق یہاں پیدا ہوئے اور اقف عالم پر چھا گئے جن کی ایک طویل فہرست ہے اور یہ رسالہ اس کا متحمل نہیں۔ ہماری اس کاوش کا مقصد سوات کے موجودہ حالات اور گزشتہ تاریخ سے اپنے قارئین کو روشناس کرانا ہے جو کہ پیش خدمت ہے۔

قارئینِ کرام! ۱۹۵۵ء تک سوات میں کوئی ایک بھی بد عقیدہ شخص موجود نہیں تھا لیکن ۱۹۵۵ء کے بعد سوات کے تحصیل مٹہ کے علاقہ میں ایک گمراہ شخص نمودار ہوا اور قرآن پاک میں تحریف لفظی شروع کی، 'ضاد' کی جگہ 'ظاد' پڑھنا شروع کیا اور لوگوں میں اس باطل نظریہ کا پرچار شروع کردیا۔وادیٔ سوات کے ایک خاص آدمی ''خان بہادر'' کو اس نے اپنا ہم ضال بنایا۔علمائے حق نے اور خاص کر ''اخوند کلے'' میاں نے اس کے ساتھ مناظرہ کیا قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا ردّ فرمایا لیکن افسوس کہ اُس کے پاس ریاستی طاقت تھی لہٰذا مناظرہ میں شکست کے باوجود وہ اپنے عقائد باطلہ پر قائم رہا اور اس کا پرچار کرتا رہا۔لیکن علمائے حق عقائد اہلسنت کی تحفظ کرتے رہے جس کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہوسکا لیکن علمائے کرام کے وصال کے بعد ان کے جانشین مذہب پر دنیا کو ترجیح دینے لگے جس کی وجہ سے وادیٔ سوات میں فرقہ واریت اور باطل نظریات پھیلنے لگے۔

سوات میں تقریباً ۱۹۸۵ء تک سرکاری اسکولوں سے جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس نکلتے رہے اور ۱۹۹۵ء تک انہیں سرکاری اداروں میں محافلِ میلاد منعقد ہوتی رہیں اور سوات کی عوام معمولات اہلسنت منعقد کرتے رہے۔لیکن ۱۹۵۵ء کے بعد باطل عقائد و نظریات کے حامل لوگوں کے مسلسل جدوجہد نے سوات میں فرقہ واریت داخل کرنا شروع کردیا۔چونکہ فرقہ واریت سے لوگوں کو محفوظ کرنے والے نہ رہے اس لئے یہ لوگ کامیاب رہے۔ یہاں پر میں سوات کی عوام کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کچھ عرصہ پہلے جب وادیٔ سوات کے تحصیل کبل کے علاقہ ڈھیری میں ''شمس الدین'' نامی شخص نے غیر ملکی امداد کے بل بوتے پر وہابیت کا پرچار شروع کیا تو اس وقت ڈھیری گاؤں میں ایک صوفی بزرگ حضرت پیر فضل شاہ قادری المعروف ڈھیری باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو علاقہ بدر کیا اور جب تک ڈھیری بابا حیات رہے شمس الدین اس وقت تک اپنے علاقہ میں نہ آسکا لیکن ڈھیری باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اس نے واپس وہابیت کے پرچار کا مرکز دوبارہ ڈھیری کو بنایا جس سے وہابیت سوات میں پھیلنا شروع ہوگئی۔

موجودہ صورتِ حال:

نام نہاد تحریک طالبان (پاکستان) نے FM ریڈیو چینل کے ذریعے جہاد پر گرما گرم تقاریر کر کے سادہ لوح عوام کو اپنا گرویدہ بنایا اور جب لوگ جہاد کے لئے تیار ہو گئے تو انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ چوں کہ پاکستان میں انگریزی قانون رائج ہے لہذا پاکستانی حکومت کے خلاف جہاد ہوگا۔ جس وقت وہ لوگوں کو اس بات پر اُبھار رہے تھے تو حکمران خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسلحہ کی کھلے عام نمائش شروع ہو گئی اور لوگوں کو اسلحہ خریدنے کی ترغیب دی گئی اور حکومت خاموش تماشائی بنی رہی۔ اور ان کی قوت میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ تحریک طالبان کے لوگوں نے باہر سے اسلحہ لانا شروع کیا لیکن حکومتِ وقت نے انہیں روکنے کی زحمت نہیں کی۔ جب تحریکِ طالبان مزید مضبوط ہو گئی اب حکومت نے حرکت شروع کی مگر یہ بھی صرف چھیڑ چھاڑ کی حد تک محدود رہی۔ اور لوگوں کے مابین یہ پیشنگوئیاں شروع ہونے لگیں کہ یہ ایجنسیوں کا کام ہے اور سوات کے باز لوگوں نے اس کی طرف توجہ دینا چھوڑ دی۔ اسی طرح یہ تحریک مضبوط سے مضبوط تر ہونے لگی۔ حتیٰ کہ صوبائی حکومت کو فوج طلب کرنا پڑی اور یہ صوبائی حکومت کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ جب پہلی مرتبہ سوات میں فوج کی آمد ہوئی تو عوام نے ان کا شاندار طریقے سے استقبال کیا یہاں تک کہ فوجیوں کو ہار پہنانے گئے اور طالبان فوج کی آمد سے خوفزدہ ہو گئے۔ چنانچہ فوج نے ان کے خلاف آپریشن شروع کیا اور اس میں فوج کو خاطر خواہ کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں مگر مذاکرات کی وجہ سے آپریشن تعطل کا شکار ہوا اور یہ فوج کی بہت بڑی غلطی ثابت ہوئی کہ جب آپریشن کامیابی کے قریب تھا تو انہوں نے اس کو روک کر مذاکرات شروع کیے، یہی وہ چیز تھی جس سے طالبان کا حوصلہ بڑھا۔ لہذا انہوں نے از سرِ نو اپنی قوت بڑھانا شروع کی اور وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔ جب طالبان نے اپنے آپ کو مضبوط کیا تو معاہدے کو توڑ کر فوج پر حملے شروع کیے۔ اس مرتبہ فوج نے بجائے آپریشن کے دور سے گولہ باریاں شروع کی جس سے بجائے طالبان کے عوام کا زیادہ نقصان ہونے لگا اور عوام میں فوج سے نفرت پھیلنا شروع ہوئی حتیٰ کہ فوج نے اپنے حامیوں کو مار مار کر طالبان کا حامی بنایا۔ اور اسی طرح سوات میں فوج مکمل طور پر ناکام ہو گئی اور طالبان کامیاب حکومتِ وقت نے طالبان کے تمام شرائط کو تسلیم کیا اور سوات کی عوام کو طالبان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

میں حکومتِ وقت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر طالبان کے مطالبات درست تھے تو مظلوم عوام کا اتنا خون کیوں بہایا گایا؟ اور اگر درست نہیں تھے تو آپ نے شروع میں ان کا سدِّ باب کیوں نہیں کیا؟ اور اب ان کے تمام مطالبات کیوں تسلیم کیے گئے؟ سوات میں یہ فوجی فساد کیوں ہوا؟

ان سوالوں کے جوابات نہ تو حکومت کے پاس ہے اور نہ طالبان کے پاس۔

سوات کی عوام پر جو ظلم ڈھائے گئے اس کی تفصیل بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں جس کو دنیا نے پرنٹ و الیکٹرونک میڈیا پر دیکھا اور بڑھایا، مثال کے طور پر میں چند واقعات یاد دلانا چاہتا ہوں۔

جب تحصیل کبل کے گاؤں ''کوزہ بانڈی'' پر وحشیانہ گولہ باری ہوئی جس میں اکثریت عوام کی تھی فوج نے عوام کو حکم دیا کہ دو گھنٹے

میں گاؤں خالی کردو لیکن ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ گولہ باری شروع ہوگئی اور اہلیانِ کوزہ بانڈی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں لوگ سحری کے وقت ایسے حواس باختہ بھاگ رہے تھے جیسے زلزلہ آگیا ہو اور وہ خواتین جنہوں نے اپنے گھر کی چوکھٹ سے قدم باہر نہیں رکھا تھا جن کے سر کے دوپٹے کو بھی کبھی غیر محرم نے نہیں دیکھا تھا وہ بے چاریاں ننگے سر بھاگ رہی تھیں۔ کسی کے سر پر دوپٹہ نہیں تو کسی کے پاؤں میں جوتا، کوئی زخمی کو اٹھا کر بھاگ رہا ہے تو کسی کے کندھے کسی عزیز کی لاش۔ سامان سے بھرے گھر اس حالت میں چھوڑ دیئے کہ ہر شخص محفوظ پناہ گاہ کی تلاش میں سرگرداں دوڑ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے کسی دشمنِ ملک نے حملہ کر دیا ہو، یہ دن اہلیانِ کوزہ بانڈی کے لئے قیامتِ صغریٰ کا منظر پیش کر رہا تھا۔

اسی طرح کبل، چارباغ، منگلور، مانجہ، برتھانہ، شور، دیوئی، زوڑہ، وغیرہ کے ساتھ یہی سلوک دھرایا گیا۔

جب کبل کے لوگ اپنے علاقہ میں واپس گئے تو ان کے خوبصورت مکانات جن کو وہ صحیح سالم چھوڑ کر گئے تھے وہ محض کھرات کا نظارہ پیش کر رہے تھے۔ اور لوگ بمشکل اپنے گھروں کو پہچان رہے تھے، ان کے لاکھوں کا سامان یونہی اپنوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوگیا تھا۔ یہی بے گھری و بے آسرا لوگوں نے سوات کے سخت سرد راتوں میں کھلے آسمان تلے راتیں بسر کیں، جن میں مریض، بوڑھے، بچے اور خواتین شامل تھیں۔

میں طالبان سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ ان مظلوم عوام پر یہ مصاعب و مظالم کو کس وجہ سے ڈھائے گئے؟

اسی طرح طالبان بھی مظالم ڈھانے میں فوج سے پیچھے نہیں رہے، جس کو چاہتے حکومت کے جاسوس کا الزام لگا کر ذبح کرتے۔ چونکہ تحریک طالبان اکثر جہلاء پر مشتمل تھی اسی وجہ سے انہیں جو بھی ان کی جود ساختہ شریعت کے خلاف نظر آیا انہوں نے اس کو بے دردی کے ساتھ ذبح کر ڈالا اور حقیقت یہ ہے کہ وہابی اور دیوبندی کوئی موقع ضائع نہیں کرتے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تحریک طالبان میں کوئی عالم نہیں اور تحریک طالبان دن بدن مضبوط ہو رہی ہے تو انہوں نے اس کی قیادت سنبھالی اور وہابیت کو پروان چڑھانا شروع کیا۔ اسی طرح جو لوگ جہاد کے جذبہ سے اس تحریک میں شامل ہوگئے تھے وہابیوں نے ان کو گمراہ کرنا شروع کیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ اہلسنت کے خلاف جو اِن کے دلوں میں غیظ وغضب تھا تو انہوں نے اس کا برملا اظہار شروع کر دیا اور اہلسنت کے علماء اور عوام کو شہید کرنا شروع کیا کیونکہ انہیں خوف تھا کہ کہیں یہ ان کے خلاف اُٹھ کھڑے نہ ہوں۔ اور سو سال بعد سوات میں ابن عبدالوہاب نجدی کے تاریخی مظالم کی یاد تازہ ہونے لگی جو ابن عبدالوہاب نجدی نے حکومتِ برطانیہ کے ایماء پر حرمین شریفین کے سادہ لوح سُنّی مسلمانوں پر ظلم ڈھائے تھے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی برطانوی سازش اور محمد بن مسعود جیسے ڈاکو کی مدد سے حرمین شریفین پر قابض ہوا تو انہوں نے وہاں کے سُنّی مسلمانوں پر شرک وکفر کا فتویٰ جاری کر کے مسلمانوں کے خون و مال کو مباح قرار دیا اور ان کو تہہ تیغ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ جو مسلمان خانہ کعبہ میں پناہ لینے لگے ان کو وہاں بھی نہ چھوڑا اور بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا۔ ایک نابینا مؤذن کو مینار سے گرا کر شہید کر دیا فقط اس لئے کہ وہ حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھتا تھا۔ تمام مقدس مقامات کو مسمار کر دیا اور کئی متبرک مساجد کو بھی شہید کر ڈالا۔ حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی توہین کی، قبرانور کے اوپر چھت کو وہاں سے ہٹا دیا، اتنے مظالم ڈھائے کہ جن کو پڑھ کر رونگھٹے کھڑے

ہو جاتے ہیں جو کہ کتب تواریخ میں آج بھی موجود ہیں، بالکل انہیں مظالم کی تاریخ سوات میں دہرائی جارہی ہے۔

بطورِ نمونہ میں چند مظالم کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

طالبان نے کبل میں مولانا قمر الزمان پر جاسوس رحمۃ اللہ علیہ کا الزام لگا کران کے گھر میں گھس کران کو بیوی بچوں کے سامنے بڑی بے دردی سے شہید کیا۔اسی طرح چار باغ کے علاقے میں مولانا مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا گیا صرف اس وجہ سے کہ وہ سرکاری دار العلوم کے صدر تھے۔اسی طرح مولانا بہادر خان رحمۃ اللہ علیہ پر شرک کا فتویٰ لگا کر اغوا کیا اور مسلسل چھ دن کے تشدد کے بعد بے دردی سے ذبح کر ڈالا۔اسی طرح فخر شیر رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ پر شرک کا فتویٰ لگا کر ذبح کر ڈالا۔مولانا سمیع الدین، مولانا سمیع اللہ، احمد علی شاہ، انکے چھوٹے بھائی محبوب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ان سب کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا۔

تمام مذکور افراد کا قصور فقط اتنا تھا کہ وہ عقائد اہلسنت و جماعت پر کاربند تھے۔ان کے علاوہ عوام جو نام نہاد طالبان کے مظالم کا شکار ہوئی وہ بے شمار ہیں، میں ان کے طوالت کے خوف سے قلمبند نہیں کر سکتا۔

ان تمام مظالم کے ملاحظہ کرنے پر پیر سمیع اللہ خان چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے طالبان کا داخلہ اپنے علاقہ ''مانڈل ڈاگ'' میں ممنوع قرار دیا اور اپنے مریدین کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کرتے رہے۔کافی عرصہ تک ان کے ساتھ لڑتے رہے لیکن آخر ان ظالموں نے اپنی پوری قوت جمع کر کے پیر سمیع اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے رفقاء مع اہل وعیال کے شہید کر ڈالا، اور فقط اس پر بس نہیں کیا بلکہ ان کی لاش کو قبر سے نکال کر درخت کے ساتھ لٹکا کر جشن منایا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اکثر عوام یہ سوال کرتی ہے کہ سوات میں یہ تمام امور شریعتِ اسلامی کے نفاذ کے لئے تھی تو پھر اہلسنت و جماعت اس سے الگ کیوں رہی کیا اہلسنت و جماعت نفاذِ شریعت نہیں چاہتے؟

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ شرعی قانون کے چاہنے والے درحقیقت اہلسنت و جماعت ہی ہیں اور ان ہی کی وجہ سے یہ تحریک کامیاب ہوئی۔سوات کی عوام اکثریت اہلسنت و جماعت سے تعلق رکھتی ہے اور ان کے آباؤ اجداد نے شریعت ہی کی خاطر قربانیاں دی ہیں۔علمائے کرام کا اس تحریک کا ساتھ نہ دینے کی کئی وجوہات ہیں۔اس تحریک کی قیادت نجدیوں کے پاس تھی، اور یہ تحریک درحقیقت شریعت کے لئے نہ تھی بلکہ شریعت کا لبادہ اوڑھ کر اس سے مخصوص مفادات حاصل کرنے کے لئے تھی۔اس وقت پورے عالمِ اسلام اور بالخصوص پاکستان کی اندرونی حالت اس پر تشدد طریقہ کار کے لئے بالکل موزوں نہیں کیونکہ اس وقت امریکہ اور اس کے حواری افغانستان میں مجاہدین سے برسرِ پیکار ہے اور اس جنگ میں امریکہ ہمت ہار چکا ہے، ان کی ایجنسیاں بالخصوص اسرائیل، بھارت کی ایجنسیاں اس کوشش میں ہے کہ پاکستان کی اندرونی حالت خراب ہوں اور وہاں پُر تشدد تحریک کا آغاز ہو تاکہ اس افغان جنگ کو پاکستان منتقل کیا جائے اور یہی وجہ تھی کہ مذکورہ ایجنسیوں نے بھرپور انداز میں اس تحریک کی مدد کی۔ان کی خواہش یہ ہے کہ وہ ایک طرف تو وہ مجاہدینِ اسلام کو

دہشت گرد ثابت کرے تو دوسری طرف اپنی تحریک کے ساتھ تعاون کیا جائے تا کہ دنیا کو باور کرایا جائے کہ مسلمان واقعی دہشت گرد ہیں۔ اوراس بہانے اس جنگ کو پاکستان منتقل کیا جائے۔کافی حد تک وہ اس میں کامیاب ہو چکے ہیں اور نجدیوں وہابیوں نے ان کی اس کوشش کو مزید آسان بنایا اوران کے ارادوں کو عملی جامہ پہنایا۔اس وقت اس مہنگائی کے دور میں جہاں غریب آدمی کے لئے دووقت کی روٹی کا ملنا دشوار ہے تو دوسری طرف ان نام نہاد طالبان کے پاس اتنا جدید اسلحہ کہاں سے آتا ہے جس کی مدد سے یہ تاقتور فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں؟ سوات میں موجود طالبان کی اکثریت باہر کے لوگوں کی ہے، اگر یہ لوگ حقیقت میں جہاد کرنا چاہتے تو یہ سوات آتے یا پھر افغانستان جاتے؟ کیا غیر مسلم افواج سوات میں ہیں یا افغانستان میں؟ اس بات کے بڑے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ ان لوگوں کو افغانستان میں اسرائیل اور ہندوستان کے ایجنٹ تربیت دے رہے ہیں اوران کو پاکستان بھیجتے ہیں۔اس طرح یہ لوگ ایک طرف اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور دوسری طرف افغان وار کو پاکستان منتقل کر رہے ہیں۔اورامریکہ کی ایماء پر سوات میں ڈرون حملوں کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ یہی وہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر اہلسنت کے علماء نے اس تحریک میں حصہ نہ لیا۔

علمائے اہلسنت وجماعت پر جو مظالم ہوئے کیا یہ صحیح ہوئے یا غلط؟ اگر غلط تو آپ خاموش کیوں ہیں؟ کیا پاکستان کے خلاف سازش کا سد باب آپ پر لازم نہیں؟ کیا اپنے اسلاف کے کارناموں کی صرف داستان سنانا ضروری، اس پر عمل ضروری نہیں؟ امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی نے تمام فتنوں کا سد باب کیا، کیا آپ پر ان کے مشن کو جاری رکھنا لازم نہیں؟ کیا واقعہ کربلا صرف لوگوں کو سنانے کے لئے ہے یا وہ ہمیں کچھ درس بھی دیتا ہے؟ کیا آپ کو مصطفیٰ کریم ﷺ کی غلامی پیاری ہے یا امریکی ڈالر؟ یہ آپ نے ضمیر سے پوچھ لیجئے۔اوراس بات پر غور کیجئے کہ قیامت کے دن آپ حضور ﷺ کا سامنا کر سکیں گے؟

نوجوان کے نام ایک اہم پیغام:

اے ملت اسلامیہ کے نوجوانو! یہود ونصاریٰ نے قرآن کی بے حرمتی کرتے ہوئے اس کو ٹوائیلیٹ میں بہایا تمہاری غیرت کہاں مر چکی ہے؟ تمہارے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی گئیں تم خاموش ہو؟ تمہارے بھائیوں پر کشمیر، عراق، فلسطین، افغانستان میں ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے اور تمہیں احساس تک نہیں؟ تمہاری بہنوں کی عزتیں تار تار کی جا رہی ہیں پھر بھی تمہاری غیرت نہیں جاگی؟ سوات میں تمہارے بھائیوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا ان کی لاشوں کی بے حرمتی کی گئی درختوں کے ساتھ لٹکائی گئیں پھر بھی تم مزے سے دنیا کی رنگینیوں میں متفرق ہو؟ تمہارے ملک کے خلاف طرح طرح کی سازشیں ہو رہی ہیں پھر بھی تم خوابِ غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہو؟ اگر تمہارا ضمیر زندہ ہے تو اپنے ضمیر سے پوچھو کہ بروز محشر اپنے رب کی رحمت اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی شفاعت کی امید رکھ سکتے ہو؟ ذرا سوچو اور غور کرو کہ تم کس راہ پر گامزن ہو۔کیا تم اب بھی خوابِ غفلت سے بیدار ہونے کی کوشش نہیں کرو گے؟ کیا تم اب بھی دنیا کی رنگینیوں میں متفرق رہو گے؟ کیا تم اب بھی مظلوم بھائیوں اور بہنوں کی فریاد رسی نہیں کرو گے؟ تمہیں محمد بن قاسم جیسی شجاعت کا مظاہرہ کرنا

ہوگا، صلاح الدین ایوبی کے کردار کو زندہ کرنا ہوگا، محمود غزنوی اور ٹیپو سلطان جیسی بہادری اور غیرتِ ایمان کا مظاہرہ کرنا ہوگا، اپنا وقت تن من دھن سب کچھ دینِ اسلام کے لئے قربان کرنا ہوگا!

مزید بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن فقط یہ ہی کچھ عرض کر رہا ہوں اور حقائق کی پہچان کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔

نوٹ: یہ آرٹکل سوات مالاکنڈ آپریشن سے پہلے اور کالعدم تحریک نفاذِ وہابیت سے معاہدہ کے بعد لکھا گیا تھا۔